69931 ـ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہونے کا معنی

سوال

کیا یہ صحیح ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے ؟
میت کا کیا گناہ ہے کہ کسی دوسرے کے فعل کی سزا میت کو دی جاتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جی ہاں اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث ملتی ہیں، اور یہ کسی دوسرے کے گناہ کی میت کو سزا نہیں جیسا کہ ذیل میں بیان کا جا رہا ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احادیث فرمائی ہوں، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان احادیث کا درج ذیل فرمان باری تعالی سے تعارض ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا الانعام (164).

ذیل میں اس کے متعلق وارد شدہ بعض احادیث اور ان کا وہ صحیح معنی جو اس آیت کے ساتھ معارض نہیں بیان کیا جاتا ہے، اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اعتراض کا علما کی طرف سے جواب بھی پیش خدمت ہے.

بخاری اور مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

" جس شخص پر نوحہ کیا گیا اسے اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جائیگا "

اور مسلم کی روایت میں درج ذیل الفاظ زائد ہیں:

" روز قیامت "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1291) صحیح مسلم حدیث نمبر (933).

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میت کو قبر میں اس پر کیے گئے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1292) صحیح مسلم حدیث نمبر (927)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور ایك روایت میں " اس کی قبر کے " الفاظ بھی ثابت ہیں، اور ایك روایت میں یہ الفاظ محذوف ہیں " اھـ

ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی مکہ میں فوت ہو گئی اور ہم اس کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گئے، اور وہاں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ گھر سے آواز آنے لگی تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا: کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے ؟

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے "

تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا: عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی یہ بات کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے بیان کیا کہ:

..... جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خنجر سے زخمی کیا گیا تو صہیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے: ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست! تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ اسے کہنے لگے: اے صہیب کیا تم مجھ پر روہ رہے اور حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1288) صحیح مسلم حدیث نمبر (929).

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ وفات پا گئے تو میں نے اس کا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں:

اللہ تعالی عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ:

" یقینا مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے "

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا اللہ تعالی کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر زیادہ عذاب دیتا ہے "

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: آپ کے لیے قرآن کافی ہے:

اور کوئی بھی کسی دوسرے شخص کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا .

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں:

اللہ کی قسم ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کچھ بھی نہ کہا.

اور ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا جب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کی خبر ہوئی تو وہ کہنے لگیں:

" تم لوگ مجھے ان دونوں سے حدیث بیان کر رہے ہو جو دونوں جھوٹے نہیں، اور نہ ہی جھٹلائے جاتے ہیں، لیکن سننے میں غلطی ہو سکتی ہے "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: (ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کچھ بھی نہ کہا)

ان كا سكوت اقرار پر دلالت نہيں كرتا، ہو سكتا ہے انہوں نے وہاں جدال اور بحث كرنى ناپسند كى ہو.

امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما سے بيان كيا ہے كہ ام المومنين حفصہ رضى اللہ تعالى عنہا عمر رضى اللہ تعالى عنہ پر رونے لگيں تو عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے:

ميرى بيٹى ٹھرو! كيا تجھے علم نہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" يقينا ميت كو اس كے اہل و عيال كے رونے كى بنا پر عذاب ديا جاتا ہے " ؟

صحيح مسلم حديث نمبر (927).

تو يہ احاديث نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے تين صحابى عمر، ابن عمر، اور مغيرہ رضى اللہ تعالى عنہم بيان كرتے ہيں، اور ان احاديث ميں ميت كے گھر والوں كے رونے كى بنا ميت كو عذاب ديے جانے كا بيان ہوا ہے.

يہاں چند ايك مسائل بيان كيے جاتے ہيں:

پہلا مسئلہ:

علماء كرام كا اتفاق ہے كہ ان احاديث سے مطلقا رونا مراد نہيں، بلكہ يہاں رونے سے مراد نوحہ كرنا اور بلند آواز سے رونا ہے.

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" سب علماء اپنا مسلك مختلف ہونے كے باوجود اس پر متفق ہيں كہ يہاں رونے سے مراد آواز كے ساتھ رونا اور نوحہ كرنا مراد ہے، نہ كہ صرف آنكھوں سے آنسو بہانا " انتہى

دوسرا مسئلہ:

رہا مسئلہ عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا كا ان احاديث كو تسليم نہ كرنا اور انہيں رد كرنا تو يہ ان كا اجتہاد ہے، كيونكہ ان كا خيال تھا كہ عمر اور ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كو وہم ہوا اور غلطى ہوئى ہے، اور يہ احاديث درج ذيل فرمان بارى تعالى كے معارض ہيں:

اور كوئى بھى كسى دوسرے كا بوجھ (گناه) نہيں اٹھائيگا الانعام (164).

قرطبى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا كا انكار كرنا اور راوى پر غلطى اور بھولنے كا حكم لگانا، يا يہ كہ اس نے كلام كا بعض حصہ سنا ہے اور باقى حصہ نہيں سنا، يہ بعيد ہے، كيونكہ صحابہ كرام ميں سے اس معنى كو روايت كرنے والے بہت ہيں، اور وہ بالجزم روايت كرتے ہيں، تو اس كى نفى كوئى وجہ اور گنجائش نہيں، اور پھر اس كو صحيح چيز پر محمول كرنا بھى ممكن ہے " انتہى.

اور اگر يہ كہا جائے كہ: عائشہ رضى اللہ تعالى نے قسم اٹھا كر حلفا يہ كيسے كہہ ديا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہ نہيں فرمايا، حالانكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ سے اس كا ثبوت بھى ملتا ہے ؟

اس كا جواب يہ ہے كہ:

انہوں نے اپنے غالب گمان كى بنا پر قسم اٹھائى اور ان كا يہ گمان تھا كہ عمر اور عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كو وہم ہوا ہے، اور ظن غالب كى بنا پر حلف اٹھانا جائز ہے، امام نووى رحمہ اللہ كا قول اس جيسا ہى ہے.

تيسرا مسئلہ:

ان احاديث اور عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا نے جس آيت " اور كوئى بھى كسى دوسرے كا بوجھ (گناه) نہيں اٹھائيگا " سے استدلال كيا ہے اس كے درميان جمع اور تطبيق اس طرح ہو سكتى ہے كہ: ان دونوں كے درميان تعارض ہے ہى نہيں.

حديث كى توجيہ اور آيت كے ساتھ عدم تعارض كے متعلق علماء كرام كا طريقہ مختلف ہے، اور اس ميں ان كے كئى ايك طريقے ہيں:

پہلا طريقہ:

امام بخارى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اگر تو ميت كى سنت اور طريقہ ہو اور اس نے اپنى زندگى ميں رونے كا اقرار كيا تو اس بنا پر اسے عذاب ہو گا، اور

اگر اس کا یہ طریقہ اور سنت نہ تھی تو پھر اسے عذاب نہیں ہوگا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھتے ہوئے کہا ہے:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: " میت کو اس کے گھر والے کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے " جبکہ اس کی سنت یعنی اس کے طریقہ اور عادت میں نوحہ کرنا شامل ہو کے متعلق باب "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تو اس طرح معنی یہ ہوا کہ: گھر والوں کے رونے سے عذاب اس وقت ہو گا جب میت ایسا کرنے پر راضی ہو، وہ اس طرح کہ زندگی میں اس کا یہی طریقہ تھا الخ اور اسی لیے مصنف کا کہنا ہے " اور اگر اس کا طریقہ نہ ہو تو " یعنی جس کو اس کا شعور بھی نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ ایسا کرینگے، یا اس نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے انہیں ایسا کرنے سے منع بھی کیا تھا، تو کسی دوسرے کے فعل کی بنا پر اس شخص کا مواخذہ نہیں ہو گا.

اور اسی بنا پر ابن مبارك رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

جب وہ اپنی زندگی میں انہیں ایسا کرنے سے منع کرتا رہا، اور اس کی وفات کے بعد اس کے گھر والوں نے اس میں سے کچھ کر لیا تو میت پر کوئی وبال نہیں ہوگا " انتہی.

دوسرا طریقہ:

امام نووی رحمہ اللہ نے اسے جمہور علماء کی طرف منسوب کیا اور اسے صحیح کہا ہے، کہ اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا جائیگا جس نے موت کے بعد رونے اور نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو، اور اس کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس کے اہل و عیال ایسا کریں، تو اس میت کو گھر والوں کے رونے اور نوحہ کرنے کی بنا پر عذاب دیا جائیگا، کیونکہ اس کا سبب وہ خود ہے، اور یہ اس کی جانب منسوب ہے، لیکن جس میت کے گھر والے اس کی وصیت کے بغیر ہی روئیں اور نوحہ کریں تو اس بنا پر اسے عذاب نہیں دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور کوئی بھی شخص کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا .

جمہور علماء کا کہنا ہے: عرب کی عادت میں شامل تھا کہ وہ وصیت کرتے کہ مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا جائے اور رویا جائے، عربی شاعر طرفہ بن عبد کا اسی کے متعلق قول ہے:

جب میں مر جاؤں تو تم مجھ پر اس طرح نوحہ کرنا اور رونا جس کا میں اہل ہوں، اور اے معبد کی بیٹی تم مجھ پر اپنا گریبان چاك کرنا.

ان کا کہنا ہے:

تو اس طرح یہ مطلق حدیث نکل جائیگی اور اسے ان کی عادت پر محمول کیا جائیگا.

تیسرا طریقہ:

یہ اس شخص پر محمول ہوگی جس نے رونے اور نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو، یا پھر نوحہ نہ کرنے اور نہ رونے کی کوئی وصیت نہ کی ہو.

جس شخص نے ان دونوں کاموں کو ترك کرنے کی وصیت کی ہو تو اسے ان دونوں عملوں کی بنا پر عذاب اس لیے نہیں دیا جائیگا کہ اس کا اس میں کوئی دخل ہی نہیں، اور نہ ہی اس نے اس میں کوئی کوتاہی کی ہے، اس قول کا ماحاصل یہ ہوا کہ: ان دونوں کاموں کو ترك کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے، اور جس نے بھی ان دونوں کاموں سے سستی برتی اور نہ روکا اسے عذاب دیا جائیگا، داود اور ایك گروہ کا قول یہی ہے.

چوتھا طریقہ:

ایك گروہ کا کہنا ہے: ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ: وہ لوگ میت پر نوحہ کرتے اور مرثیہ خوانی کرتے ہوئے اپنے گمان میں اس کے اوصاف اور محاسن بیان کرتے جو شریعت اسلامیہ میں قبیح شمائل اور اوصاف شمار ہوتے ہیں جن کی بنا پر انہیں عذاب دیا جاتا ہے.

تو " اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر اسے عذاب دیا جاتا ہے " کا معنی یہ ہوا: یعنی جس کے ساتھ اس کے اہل و عیال روتے تھے اس کی نظیر کے ساتھ.

ابن حزم رحمہ اللہ اور ایك گروہ کا اختیار یہی ہے.

تو وہ لوگ اس میت نے اپنی ریاست اور سرداری میں جو ظلم و ستم کیا ہوتا اس کو خوبیاں سمجھ کر میت پر روتے، اور اس شجاعت پر بین کرتے جو اس نے غیر اللہ کے لیے صرف کی تھی، اور اس جود و سخاوت کو بیان کرتے جو اس نے حق میں خرچ نہیں کی بلکہ ناحق جگہ میں صرف کی، تو اس کے اہل و عیال اس فخریہ کاموں پر روتے اور

اسے ان کی بنا پر عذاب سے دوچار ہونا پڑتا.

پانچواں طریقہ:

تعذیب یعنی عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ: اہل و عیال کے اس پر رونے کی بنا پر فرشتے اس کی توبیخ کرتے ہیں، جیسا کہ ابن ماجہ کی درج ذیل روایت میں بیان ہوا ہے:

اسید بن ابو اسید موسی بن ابو موسی اشعری سے بیان کرتے ہیں اور موسی اپنی باپ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، جب زندہ کہتے ہیں ہائے میرے بازو، ہائے میرے پہنانے والے، ہائے میری مدد کرنے والے، ہائے میرے پہاڑ، اور اس طرح کے جملے تو اسے شدت سے کھینچ کر کہا جاتا ہے تو اس طرح تھا ؟ تو ایسا تھا ؟ "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594).

اسید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کہا: سبحان اللہ ! اللہ تعالی تو یہ فرماتا ہے:

اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائےگا .

تو وہ کہنے لگے: تیرے لیے افسوس ! میں تجھے بتا رہا ہوں کہ مجھے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے، تو کیا تیرے خیال میں ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندھا ہے ؟!

یا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ پر جھوٹ بولا ہے ؟ !

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں حسن قرار دیا ہے.

اور سنن ترمذی کی روایت میں درج ذیل الفاظ ہیں:

" کوئی بھی میت فوت ہوتی ہے تو اس پر رونے والا شخص روتا ہوا یہ کہتا ہے ہائے میرے پہاڑ، ہائے میرے سردار، یا اس طرح کی کوئی اور کلام تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے دھکے دیتے اور مارتے اور کہتے

ہیں کیا تو اس طرح کا تھا ؟ "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1003) علامہ البانر حمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اس حدیث کا شاہد صحیح بخاری میں بھی ملتا ہے، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

" عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی: ہائے میرے پہاڑ اور اسی طرح اس نے کئی اور بھی صفات شمار كي اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ کہنے لگے: تو نے جو کچھ بھی کہا تو مجھے یہ کہا گیا کیا تو اس طرح کا تھا ؟! اور جب وہ فوت ہوئے تو پھر ان کی بہن ان پر نہیں روئی "

چھٹا طریقہ:

تعذیب یعنی میت کو عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کی طرف سے نوحہ وغیرہ کرنے پر میت کو تکلیف ہوتی ہے، متقدمین میں سے یہ ابن ابی جعفر کا اختیار ہے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسے راجح کہا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور متاخرین کی ایك جماعت نے اس کی نصرت و تائید کی ہے.

اور اس کا شاہد انہوں نے قیلہ بنت مخرمہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے بیٹے پر رونے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

" کیا تم پر غلبہ پا لیا جاتا ہے کہ تم میں کوئی ایك اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا اور بہتر سلوك کرے، اور جب وہ مر جائے تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں سے کوئی ایك روتا ہے تو اپنے ساتھی پر آنسو بہاتا ہے، تو اے اللہ کے بندو اپنے فوت شدگان کو عذاب سے دوچار مت کرو "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی سند حسن ہے، اور ھیثمی نے اس کے رجال کو ثقات کہا ہے.

اس حدیث کے متعلق جو اقوال کہے گئے ہیں ان میں سے یہ آخری قول سب سے بہتر اور اولی ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے ؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا جواب تھا:

اس مسئلہ میں علماء سلف اور خلف میں نزاع اور اختلاف چلا آ رہا ہے:

اور صحیح یہ ہے کہ: میت پر رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں ثابت ہے..... پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

سلف اور خلف میں سے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے، اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر انسان کو عذاب سے دوچار ہونے کے باب میں سے ہے اور درج ذیل فرمان باری تعالی کے بھی مخالف ہے:

اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی .

پھر ان صحیح احادیث کی توجیہ میں کئی ایك طریقے ہیں ان میں سے کچھ تو وہ جنہوں نے احادیث کے راویوں مثلا عمر بن خطاب وغیرہ کو غلطی لگنے کا کہتے ہیں، یہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا طریقہ ہے.

اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے اسے اس پر محمول کیا ہے کہ جو شخص ایسا کرنے کی وصیت کریگا تو اسے اس وصیت کی بنا پر عذاب ہوگا، یہ ایك گروہ مثلا المزنی وغیرہ کا قول ہے.

اور اس میں کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے اسے اس پر محمول کیا ہے کہ جب ان کی یہ عادت میں شامل ہو تو اس منکر کام سے منع نہ کرنے کی بنا پر میت کو عذاب ہوگا کیونکہ اس نے نہی عن المنکر کا کام نہیں کیا، یہ ایك گروہ کا اختیار جن میں میرے دادا ابو البرکات شامل ہیں.

اور یہ سب اقوال بہت ہی زیادہ ضعیف ہیں، اور اس کے مقابلہ میں احادیث صحیح اور صریح ہیں جنہیں عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمر اور ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ جیسے صحابی روایت کرنے والے ہیں، جن کی روایت کو رد نہیں کیا جا سکتا.

اور جن لوگوں نے ان احادیث کو اس کے مقتضا پر رکھا اور اقرار کیا ہے ان میں سے بعض کا گمان ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر سزا کے باب میں سے ہے، اور یقینا اللہ تعالی جو چاہتا ہے کرتا اور جو چاہے حکم کرتا

ہے، ان كا اعتقاد ہے كہ اللہ تعالى كسى دوسرے كے گناہ كى بنا پر اسے سزا دےگا...

حالانكہ اللہ تعالى تو كسى شخص كو بھى آخرت ميں كسى دوسرے كى بنا پر عذاب نہيں ديگا، بلكہ اس كے اپنے گناہوں كى سزا ہے ملےگى.

اور كوئى جان بھى كسى دوسرى كا بوجھ (گناہ) نہيں اٹھائيگى .

اور رہا مسئلہ ميت پر اس كے اہل و عيال كے رونے سے ميت كو عذاب دينے كا تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہ نہيں فرمايا كہ:

" ميت كو اس كے اہل وعيال كے اس ميت پر رونے كى سزا دى جائيگى "

بلكہ يہ فرمايا كہ:

" اسے عذاب ديا جاتا "

اور عذاب عقاب اور سزا سے بھى عام ہے، كيونكہ عذاب الم اور تكليف ہے، اور جس كسى كو بھى كسى سبب كى بنا پر الم اور تكليف پہنچے تو وہ اس كے ليے اس سبب كى سزا نہيں، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" سفر عذاب كا ايك ٹكڑا ہے، وہ تم ميں ايك كو اس كے كھانے اور پينے سے روك ديتا ہے "

تو يہاں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے سفر كو عذاب قرار ديا ہے اور يہ كسى گناہ كى سزا نہيں، اور پھر انسان كو كئى مكروہ اور ناپسنديدہ امور جسے وہ محسوس كرتا ہے مثلا ہولناك آواز، اور گندى اور خبيث روحيں اور قبيح وگندى تصاوير كى بنا پر عذاب اور تكليف سے دوچار ہوتا ہے، اسے اس آواز كو سن كر تكليف ہوتى ہے، اور اسے سونگھ كر تكليف ہوتى ہے، اور كسى چيز كو ديكھ كر تكليف ہوتى ہے، اور يہ سب اس كے عمل نہيں جس پر اسے سزا ہو، تو پھر وہ يہ كيسے انكار كرتا ہے كہ ميت كو نوحہ كرنے سے تكليف ہوتى ہے، اور اگر نوحہ اس كا عمل بھى نہ ہو تو بھى اسے تكليف اور سزا ہو گى ؟

اور ہر نوحہ كرنے والے پر ہر حكم نہيں لگا سكتے كہ اسے اس كى بنا پر عذاب ہوگا:

پھر شيخ الاسلام رحمہ اللہ كہتے ہيں:

پھر نوحہ کرنا عذاب ہونے کا سبب ہے، اور بعض اوقاب حکم اس کے معارض سبب کی بنا پر ختم ہو جاتا ہے، تو ہو سکتا ہے میت میں ایسی قوت تکریم ہو جو اس سے اس تکلیف اور عذاب کو دور کر دے.

اور مومن کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی بنا پر جو عذاب اور تکلیف ہوتی ہے وہ من جملہ ان تکلیفوں اور سختیوں میں شامل ہے جس کی بنا پر مومن کے گناہ جھڑتے ہیں اور اللہ تعالی اس کی بنا پر اس کے گناہ ختم کر دیتا ہے.

لیکن کافر شخص کو تو اس کی بنا پر اور بھی زیادہ عذاب ہوتا ہے، تو اس طرح اس کے لیے الم و تکلیف اور سزا دونوں اکٹھی کر دي جاتی ہیں، اور اس کے گھر والوں کے رونے پر اس کو عذاب اور تکلیف لامحالہ ہونی ہے.

پھر شیخ الاسلام کہتے ہیں:

اور مومن شخص کو جو کچھ دنیا اور برزخ اور روز قیامت جو تکلیف ہوتی ہے یہی عذاب ہے، یقینا اس سے اللہ تعالی اس کے گناہ معاف کریگا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مومن شخص کو جو بھی تکلیف آتی ہے، اور جو غم و حزن آتا ہے اور اذیت ملتی ہے حتی کہ جو کانٹا اسے لگتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالی اس کے گناہ معاف کرتا ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: مجموع فتاوی الکبری (34 / 364).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کا معنی کیا ہے ؟

" یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے "

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس کا معنی یہ ہے کہ:

جب میت کے اہل و عیال میت پر روتے ہیں تو اسے اس کا علم ہوتا اور اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے، اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالی میت کو اس کی سزا دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

کوئی بھی جان کسی دوسری جان کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی .

عذاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے سزا ہوتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" سفر عذاب کا ایك ٹکڑا ہے "

حالانکہ سفر کوئی سزا نہیں، لیکن اس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور تھك جاتا ہے، تو اسی طرح جب میت کے اہل و عیال میت پر روتے ہیں اسے اس سے تکلیف ہوتی ہے اور وہ تھك جاتا ہے، اگرچہ یہ اللہ تعالی کی جانب سے اسے سزا نہیں ہے.

حدیث کی یہ شرح واضح اور صریح ہے، اور اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس شرح میں یہ ضرورت ہے کہ کہا جائے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو نوحہ کرنے کی وصیت کرے، یا پھر اس شخص کے متعلق ہے جن کی عادت نوحہ کرنا ہو، اور وہ مرتے وقت انہیں نوحہ کرنے سے منع نہ کرے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں:

انسان کو کسی چیز کے ساتھ عذاب ہوتا ہے لیکن اسے اس سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا " انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (17 / 408).

مزید تفصیل کے لیے آپ فتح الباری (3 / 180 ۔ 185) کا بھی مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .